روزنامہ **الفضل** ربوہ
خطبہ نمبر ۶
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | ہفتہ ۱۵۔ رجب ۱۴۱۱ھ، ۲۔ تبلیغ ۱۳۷۰ہش، ۲۔ فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقف جدید کے ۳۴ ویں سال کا اعلان

اس سال وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھانے پر بہت زور دیں

اگر بچوں کو شروع سے ہی مالی قربانی کا چسکا ڈال دیں تو یہ بات ساری زندگی ان کو فائدہ دیتی ہے

ابھی تک دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جو آزمائشوں پر صبر، قربانیاں پیش کرنے اور کثرت سے باخدا انسان پیدا کرنے میں پاکستان کا مقابلہ کر سکے

وقف جدید کے معلّمین کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۴۔ صلح ۱۳۷۰ہش (۴۔ جنوری ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱۹۵۷ء کے سال کی اہمیت

۱۹۵۷ء کا سال میری زندگی میں ایک لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سال مجھے دو طرح سے نئی زندگی میں داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک تو میری ازدواجی زندگی کا آغاز ۱۹۵۷ء کے آخر پر دسمبر کے مہینے میں ہوا اور دوسرے اسی سال کے آخر پر حضرت (فضل عمر۔ اللہ آپ سے راضی رہے) نے وقف جدید کی تحریک کا آغاز فرمایا اور مجھے وقف جدید کی مجلس کا سب سے پہلا ممبر مقرر فرمایا اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک مجھے وقفِ جدید میں خدمت کا موقعہ ملا۔ اس لحاظ سے میری باقاعدہ جماعتی خدمت کا آغاز ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ اس واقعہ کو ۳۳ سال گزر چکے ہیں اور آج میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے والا ہوں۔ یہ نیا سال ۳۴واں سال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ اس عرصے میں وقف جدید کو غیر معمولی ترقی کی توفیق عطا فرمائی۔ شروع شروع میں یہ تحریک بہت معمولی دکھائی دیتی تھی۔ آغاز بھی غریبانہ تھا اور رجال جیلن بھی غریبانہ۔ دیہات کے ساتھ اس کا تعلق تھا اور دیہاتی معلمین جو اس تحریک کے تابع خدمت پر مامور تھے ان کا ماہانہ گزارا بھی بہت ہی معمولی بلکہ اتنا معمولی کہ ایک عام مزدور سے بھی بہت کم تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی قناعت کے ساتھ اور بڑی خوش خلقی کے ساتھ انہوں نے ہر گزارے پر گزارا کیا اور خدمتِ دین میں بہت جلد جلد آگے بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے کے اندر وقف جدید کا سالانہ بیعتوں کا ریکارڈ باقی اس قسم کی دوسری تمام انجمنوں کے اداروں یا تحریکات سے آگے نکل گیا اور لمبے عرصے تک وقف جدید بیعتیں کروانے کے میدان میں اوّل رہی۔

تھر میں وقفِ جدید کی شاندار خدمات

اسی طرح وقفِ جدید کو ایک بہت ہی عظیم الشان خدمت کا تھر کے علاقے میں موقعہ ملا۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ہندو بکثرت آباد ہیں اور یہی ایک وہ علاقہ ہے جہاں آج بھی مسلمانوں کے مقابل پر ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ لیکن اکثر ہندو اچھوت کہلانے والے ہیں۔ یعنی ہندوؤں کی طبقاتی تقسیم کے لحاظ سے سب سے نچلے درجے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وقف جدید کا جس سال آغاز ہوا ہے اسی دوران عیسائیوں نے جو امریکہ سے غیر معمولی طور پر مدد حاصل کر رہے تھے۔ تھر کے علاقے پر وہاں کے باشندوں کو عیسائی بنانے کے لئے یلغار کی اور اس لحاظ سے یہ الٰہی تحریک خاص طور پر اہمیت اختیار کر جاتی ہے کہ اگر وقفِ جدید کی تحریک جاری نہ ہوئی ہوتی اور جماعت احمدیہ کو تھر کے علاقے میں اس طرح خدمت کا موقعہ نہ ملتا تو بعید نہیں کہ وہاں بہت تیزی کے ساتھ عیسائیت پھیل جاتی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اس بروقت تحریک کے نتیجے میں جب ہم نے معلمین تقسیم کرنے کے لئے مختلف علاقوں کے جائزے لئے تو معلوم ہوا کہ تھر کے علاقے میں بڑی شدید ضرورت ہے۔ ایک تو ویسے بھی ہندوؤں میں (دعوت الی اللہ) کی خاطر وہی علاقہ موزوں تھا۔ دوسرے علم ہوا کہ عیسائیوں نے بہت بڑی یلغار کر رکھی ہے اور امریکن غذائی امداد کا ایک بہت بڑا حصہ اس علاقے کی طرف منتقل کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ جب میں نے وہاں دورہ کیا اور حالات کا جائزہ لیا تو عموماً یہی مشورہ دیا گیا کہ جماعت کی طرف سے بھی کوئی امدادی پروگرام مقابل پر جاری ہونا چاہیئے ورنہ یہاں کامیابی مشکل ہے۔ اس پر میں نے اس تجویز کو نہ صرف سختی سے رد کیا بلکہ آئندہ بھی ہمیشہ اس تجویز کی سوچ کے دروازے بھی سب پر بند کر دیئے اور میرا استدلال یہ تھا کہ جہاں تک دولت کے ذریعے مذہب تبدیل کرنے کا تعلق ہے نہ ہم اس میدان کے کھلاڑی ہیں نہ ہم اس بات کے قائل ہیں، نہ ہمیں توفیق ہے کہ ہم دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کا اس میدان میں مقابلہ کر سکیں۔ اگر ہم ایک روپیہ خرچ کریں تو امریکہ دس لاکھ روپیہ خرچ کر سکتا ہے اور اگر روپے کی لالچ میں یا لالچ نہ بھی کہیں، ضرورت مند کی مدد پوری کر کے اُسے اپنی طرف متوجہ کرنا ہے تو ضرورت بے انتہا ہے اسے آپ پورا نہیں کر سکتے۔ ایک پیاس بھڑکا دیں گے اور جب قسم کی پیاس بھڑکائیں گے اس قسم کا پانی آپ کے پاس نہیں ہوگا۔ اس لئے نہایت ہی جاہلانہ حرکت ہوگی اگر ہم مالی امداد کے ذریعے امریکن طاقتوں کا یا مغربی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔

دوسرا پہلو یہ تھا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور بہت ہی لمبے عرصے سے خود اپنے ہم مذہب لوگوں کی حقارت کا نشانہ بنے رہے ہیں یعنی ہزارہا سال سے انسانی طبقات میں سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جانے والے لوگ تھے۔ اُن سے میں نے کہا کہ آپ ان کی ذلتوں میں اضافہ کرنے کا سوچ کس طرح سکتے ہیں۔ یہ غریب عزت دار ہیں۔ غربت میں بھی ان کو ابھی ہاتھ پھیلانے کی عادت

مسلسل ص۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ صفحہ ۱ سے آگے

نہیں ۔ ان میں کوئی بھکاری آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ غریب فاقہ کش مزدور کثرت سے دیکھیں گے لیکن کوئی فقیر ان میں دکھائی نہیں دے گا۔ بڑی محنت کش قوم ہے تو میں نے کہا کہ ایک ایسی باعزت قوم کو جس کا نفس معزز ہے اگرچہ بدن غریب ہے اس کے اندر خدا کی ایک ہی نعمت ہے اور وہ اس کی عزتِ نفس ہے۔ آپ اسے بھکاری بنا کر وہ ایک دولت بھی اس کے ہاتھ سے چھین لیں۔ چنانچہ اس استدلال کا خدا کے فضل سے اثر پڑا اور وقف جدید کے معلمین بھی پورے عزم کے ساتھ اس علاقے میں یہ سمجھتے ہوئے گئے کہ ہم نے ان کو عزتِ نفس عطا کرنے کے لئے جانا ہے اور یہی پیغام ان کو دیا۔ چنانچہ مقابلہ ایک طرف دولت کا تھا اور ایک طرف اخلاقی عظمت کا۔

پسماندہ اقوام کی عزتِ نفس قائم کرنے کی خدمت

اور معلمین وہاں جا کر عیسائیوں کے مقابل پر یہی پیغام دیتے تھے کہ کچھ لوگ تمہاری بھوک مٹانے کے لئے آئے ہیں، بہت اچھی بات ہے تمہیں کپڑے پہنانے کے لئے آئے ہیں یہ بھی بہت اچھی بات ہے لیکن ساتھ ہی تمہیں بھکاری بنانے کے لئے بھی آئے ہیں اور پیسہ دیکر تمہارا مذہب تبدیل کرنے کے لئے آئے ہیں اور یہ اچھی بات نہیں ہم تمہیں مزید عزتِ نفس عطا کریں گے۔ ہم تمہیں (دین) بھی دیں گے اور اس کے ساتھ تم سے مالی قربانی کے مطالبے بھی کریں گے اور تمہیں یہ کہیں گے کہ انتہائی غربت کے باوجود کچھ نہ کچھ نیک کاموں میں خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔ یہ پیغام بظاہر کڑوا ہے لیکن درحقیقت تمہیں تحت الثریٰ سے اٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک لے جانے گا اور یہ سادہ پیغام ان کے دل پر اتنا اثر انداز ہوا اور اتنا اس نے ان کے دلوں کو لبھایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ عیسائیت کے مقابل پر احمدیت کو وہاں بڑی کثرت کے ساتھ ہندو غریب اقوام کو (دینِ حق) میں داخل کرنے کی توفیق ملی اور اس کے ساتھ ہی پھر اُن کو نچلے طبقے سے اٹھا کر ایک بغیر طبقات کے سوسائٹی میں عزت کا مقام عطا کیا گیا۔ چنانچہ اس کے خلاف سب سے زیادہ ردِ عمل دیگر مسلمان تھری لوگوں نے دکھایا جب ہم اُن کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے تھے یا کھانا کھاتے تھے تو شدید نفرت کا اظہار دوسرے مسلمانوں کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ جن کے مذہب میں طبقاتی تقسیم کا تصور ہی کوئی نہیں اور ہندو اس نفرت سے ہمیں نہیں دیکھتے تھے بلکہ وہ حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ عجیب لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ظاہری عزت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور مذہب کے تبادلے کے نتیجے میں ان کے ساتھ برابر ہو گئے ہیں۔ بہرحال ایک لمبا عرصہ اس جدوجہد میں گزرا یہانتک کہ خدا کے فضل سے وہاں کی رائیں تبدیل ہوئیں، سوچیں بدل گئیں اور بہت بڑا انقلاب برپا ہوا مشکل صرف یہ درپیش تھی کہ ان کے اندر گہرا (دین) جذب کرانے کے لئے بہت محنت درکار تھی۔ سادہ محبت کا پیغام، توحید کا پیغام بڑی آسانی سے سمجھ جاتے تھے اور قبول بھی کر لیتے تھے لیکن اس بات کی راہ میں بہت بڑی دقتیں حائل تھیں کہ باقاعدہ نماز سکھائی جائے اور پھر نماز کا عادی بنایا جائے۔ روزے سکھائے جائیں اور پھر روزے رکھنے کی عادت ڈالی جائے اور (دین) کے پرہیزوں کے متعلق تلقین کی جائے، پاکیزگی کے متعلق تلقین کی جائے، پھر اس پر عمل پیرا کرنے کے لئے ان پر ان کی مدد ہو، ان کی نگرانی کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تھر میں کام کرنے کی مشکلات

اس عرصے میں یعنی اس گزشتہ تمام عرصے میں مسلسل وقف جدید کے معلمین وہاں یہی کام کر رہے ہیں اور اگرچہ حالات بہت ہی ناسازگار ہیں۔ اتنے ناسازگار ہیں کہ آپ جب تک وہاں جائیں نہ اس وقت تک آپ کو تصور ہی نہیں ہو سکتا کہ کن مشکلات میں وہاں وقف جدید کے معلمین نے پہلے کام کیا اور اب بھی اگرچہ مشکلات نسبتاً کم ہیں لیکن پھر بھی بہت مشکل حالات ہیں۔ میں جب پہلی دفعہ وہاں گیا تو پہلی تکلیف جو شدت سے محسوس ہوئی وہ پانی کا فقدان تھا یعنی پانی میسر تو تھا لیکن ایسا خوفناک کہ اُسے پینے سے بجائے اس کے کہ پیاس بجھے الٹی آتی تھی اور طبیعت متلانے لگتی تھی۔ تیل کی طرح کا پانی مٹی کے علاقے میں اور وہ بھی قیمت دے کر خریدنا پڑتا تھا اور دنیا کی کوئی سہولت وہاں میسر نہیں تھی۔ وہ تو خیر معمولی بات ہے۔ عام دنیا کی جو موجودہ زمانے کی بڑی سہولتیں ہیں اس کے بغیر بھی انسان بہت اچھی طرح گزارا کر سکتا ہے زندگی کے انداز بدلنے پڑتے ہیں لیکن پانی اچھا میسر نہ ہو تو زندگی بہت ہی تکلیف میں کٹتی ہے۔ بہرحال معلمین وہاں اس حالت میں مستقل رہتے تھے جس حالت میں مجھ سے ایک دو دن رہنا مشکل تھا اور میں نے محسوس کیا کہ کس تکلیف میں یہاں گزارا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعد میں کوششیں کی گئیں کہ کسی طرح ان کے پانی کے مسائل حل ہوں اور خدا کے فضل سے بعد میں حل بھی ہوتے لیکن اور آگے بڑھ کر ایک اور نئی مصیبت کا سامنا ہوا۔ وہاں پتہ چلا کہ بعض ایسے سانپ ہیں جن کو "پیتن" کہتے ہیں۔ سندھی تلفظ میں پیٹن کہیں گے۔ نون اور ٹ کے درمیان کا کوئی لفظ ہے۔ یعنی پی جانے والا سانپ اور وہ سانپ ڈستا نہیں بلکہ وہ کہتے تھے کہ منہ پر منہ رکھ کر سانس پی جاتا ہے۔ دراصل وہ زہر تھوکتا ہے اور اس کے زہر کا اثر گلے پر پڑتا ہے اور گلوں سے براہِ راست آنکھوں پر حملہ کرتا ہے اور اس کا مریض اگر بچ جائے تو اندھا ہو جاتا ہے اور خود اس سانپ کی بھی یہ کیفیت ہے کہ اگر دن کی روشنی میں اس کی آنکھیں کھل جائیں تو وہ خود اندھا ہو جاتا ہے اس لئے دن کے وقت بلوں میں، سوراخوں میں، مختلف اندھیری جگہوں میں اینٹوں کے نیچے سر دے کر یہ سانپ سو جاتا ہے اور دن کے وقت بچے اُس سے کھیلتے ہیں جس طرح بٹی ہوئی رسّی سے کھیلتے ہیں اس طرح اس کو اپنے اردگرد لپیٹتے اور ایک دوسرے کو اس سے سانٹے مارتے اور اس سانپ کا کوئی خوف نہیں لیکن جونہی اندھیرا ہوتا ہے تو یہ باہر نکل کر مختلف جانداروں کے ساتھ لیٹ کر اُن کے منہ پر منہ رکھ کر اس میں تھوکتا ہے اور اس کو اس میں کیا مزا ہے۔ کیا وہ اس سے لذت حاصل کرتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا لیکن یہ عادت بہرحال اسی طرح ہی ہے۔ چنانچہ وہاں مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ سانپ ہیں اور ہم نے دیکھے بھی، رات کو سفر کر رہے تھے تو ایسی طبیعت میں کراہت پیدا ہوئی کہ ساری رات نیند نہیں آئی۔ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کے ساتھ سانپ آ کر لیٹ جائے اور پھر منہ پر منہ رکھ دے تو وہ جو مختلف نظارے وہاں دیکھے جس طرح معلم کام کر رہے ہیں تو طبیعت پر بڑا گہرا اثر پڑا اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ واپس جا کر ان کی زندگی کو نسبتاً بہتر بنانے کے لئے وقف جدید میں جو غریبانہ طاقت تھی وہ استعمال کی گئی اور ان کے مسائل کو سمجھ کر پھر اُن سے کام لئے گئے۔ بہرحال ان حالات میں وقفِ جدید نے وہاں کام کیا اور کر رہی ہے اور عجیب حسنِ اتفاق ہے یا خدا کی تقدیر ہے یعنی دونوں چیزیں اکٹھی ہوں گی کہ ہندوستان میں جب وقف جدید کا اجراء ہوا ہے اور خاص طور پر یہاں آنے کے بعد جب میں نے بیرونی دنیا میں بھی وقف جدید کی تحریک کی تاکہ ہندوستان میں وقف جدید کے کام کو پھیلایا جائے تو وہاں بھی سب سے زیادہ کامیابی راجستھان کے علاقے میں ہی ہوتی ہے اور یہ وہی علاقہ ہے جو ہندوستان کا تھر سمجھ لیں یعنی سرحد کے اس طرف اگر سندھ کا تھر کا علاقہ ہے تو اس کے پرلی طرف راجستھان کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور وہاں بھی معلمین خدا کے فضل سے بڑی ہمت سے کام کر رہے ہیں بلکہ بعض لحاظ سے نامساعد حالات زیادہ ہیں کیونکہ وہاں خطرات بھی درپیش ہیں۔ یہاں کام کرتے ہوئے ہندوؤں سے احمدیوں کو کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن وہاں چونکہ ہندو مسلم مناقشتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور بعض دفعہ بہت بڑھ جاتی ہیں یعنی ہندو اور مسلمانوں کے درمیان نفرت پھیلانے کے لئے باقاعدہ منظم کوششیں ہوتی ہیں۔ ملک میں کہیں فساد ہو اس کا اثر ہر دوسری جگہ پڑتا ہے تو راجستھان کے علاقے میں بھی کیونکہ ہندو اکثریت سے ہیں وہاں مسلمانوں کے لئے یہ بھی ایک بڑی مشکل ہے کہ ہندوستان میں کسی جگہ فساد ہو راجستھان پر اثر پڑ جاتا ہے اور احمدی (مربیان) پر بھی اثر پڑتا ہے نئی جماعتیں جو قائم ہو رہی ہیں ان پر بھی اثر پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی نڈر (مربیان) ہیں اور ان کے حسنِ خلق کا اثر بھی بہت ہے چنانچہ ابھی تازہ فسادات کے بعد کی جو رپورٹیں ملی ہیں ان سے یہ معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کرنے کی توفیق ملی کہ کسی احمدی کو نقصان نہیں ہوا بلکہ بعض فساد زدہ علاقوں کے ہندوؤں نے احمدیوں کی تائید کی اور اس علاقے کے مسلمان اس وجہ سے بچ گئے کہ احمدیوں نے (دینِ حق) کی جو صورت وہاں پیش کی تھی اس میں کوئی قابلِ نفرت بات نہیں تھی بلکہ دل موہ لینے والی باتیں تھیں تو وہاں بھی خدا کے فضل سے اب وقفِ جدید کو اچھی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

تربیت کے میدان میں وقفِ جدید کی خدمات

اور اس کے علاوہ دیہات میں جو روزمرہ کی تربیت کا کام ہے وہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اور عموماً اس کی طرف نظر نہ رہنے کے نتیجے میں بڑے گہرے نقصان قوم کو پہنچ جایا کرتے ہیں۔ ہم نے جب ہوش سنبھالی تو یہی دیکھا کہ دیہاتی احمدی جماعتیں بڑی مخلص ہیں قربانی کے میدانوں میں بھی آگے اور بہت ہی جوش کے ساتھ ہر پروگرام میں حصہ لینے والی اور جلسوں میں سب سے زیادہ بلند آواز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے والی جماعتیں۔ اس زمانے میں یہ خیال بھی نہیں ہوا کہ اندرونی لحاظ سے علمی تربیت کی ان لوگوں میں کمی ہو گی اور یہ کمی پھر آئندہ نسلوں پر اثر انداز ہو گی۔ چنانچہ ایک لمبے عرصے تک یہی تصور تھا کہ شہری جماعتوں کے مقابل پر دیہاتی جماعتیں ہر لحاظ سے زیادہ بہتر اور مخلص ہیں لیکن جب حضرت (فضل عمر۔ اللہ آپ سے راضی ہو) نے وقفِ جدید کی تحریک جاری فرمائی اور یہ نصیحت کی کہ دیہاتی علاقوں میں کام کرنا ہے، شہری علاقوں میں نہیں اور وہاں تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہے تو اس کے پیچھے کوئی خاص الٰہی تقدیر کام کر رہی تھی۔ چنانچہ میں نے جب کام کا آغاز کیا تو سب سے پہلا کام یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیا کہ منظم جائزہ لیا کہ ہمارے دیہات میں کتنے فیصد نوجوان (دین حق) کی اس ابتدائی تعلیم سے اچھی طرح واقف ہیں جس کے بغیر انسان (احمدی) بن نہیں سکتا اور (احمدی) کی تصویر ابھرتی نہیں ہے۔ معمولی سا خاکہ سا دکھائی دے دے گا، ایک ہیولا سا کہ ہاں شاید یہ (احمدی) ہیں مگر نقوش بھرنے چاہئیں۔ بغیر نقوش کے تو کوئی چیز اپنی مکمل صورت میں ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ جب ہم نے جائزے لئے تو یہ تعجب ہوا کہ بہت سے ایسے نوجوان دیہات میں ہیں جن کو صحیح (کلمہ طیبہ) بھی نہیں پڑھنا آتا اور جب اس پر تعجب ہوا تو پتہ لگا کہ باقی غیر (از جماعت) مسلمانوں میں تو اس سے بہت بڑی تعداد ایسی ہے۔ کلمہ کا لفظ جانتے ہیں لیکن صحیح تلفظ کے ساتھ اور معانی کو سمجھتے ہوئے کلمہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے اس سے ناواقف اور جب مزید جائزہ لیا گیا نمازوں سے متعلق تو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے، معمولی نہیں جس کو ساری نماز با ترجمہ نہیں آتی یعنی نماز تو اکثر احمدی نوجوانوں کو کچھ نہ کچھ آتی تھی مگر تلفظ کی خامیاں آپ نظر انداز بھی کر دیں تو ترجمے سے ناواقف اور اگر نماز کا ترجمہ بھی نہ آتا ہو تو پھر نماز سے استفادے کا کیا سوال رہتا ہے یعنی حکم کی اطاعت تو ہو جاتی ہے مگر روزمرہ جو نماز آپ کے اندر زندگی کی نئی لہریں دوڑاتی ہے، نیا روحانی خون عطا کرتی ہے اس سے انسان محروم رہتا ہے۔ اب ماں کے پیٹ میں جنین تو ہوتا ہی ہے لیکن بعض دفعہ مُردہ جنین ہوتا ہے۔ اس کا بھی تعلق رہتا ہے اس خون کی نالی کے ذریعہ جو پلیسینٹا (PLACENTA) سے بچے تک منتقل ہوتی ہے لیکن وہ نالی بند ہو جاتی ہے یا کسی اور نقص کی وجہ سے وہ خون پہنچنا بند ہو جاتا ہے تو ماں کے پیٹ میں جنین تو ہے لیکن مُردہ جنین ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو نماز پڑھتے تو ہیں لیکن نماز کے مطالب نہیں سمجھتے اس کے آداب نہیں جانتے، اس کا فلسفہ نہیں سمجھتے، روزمرہ اس کے ذریعے خدا سے تعلق نہیں پیدا کرتے اُن کی نماز ایسی ہی ہے جیسے ایک جنین ہے جو پڑا ہوا ہے جب تک پیٹ میں ہے اس وقت تک اس کی حالت مخفی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ زندہ ہے یا نہیں ہے لیکن موت کے بعد جب اس نے بچے کی طرح باہر آنا ہے اُس وقت پتہ چلے گا کہ اس نئی پیدائش میں اس میں جان پڑی تھی کہ نہیں پڑی تھی۔

پس اسی پہلو سے میں گزشتہ کچھ عرصے سے خطبات دے رہا ہوں کہ جب نمازیں پڑھتے ہیں تو زندگی حاصل کرنے کے لئے پڑھیں اور اس کے لئے نماز کا ترجمہ آنا ضروری ہے، اس کے مطالب کا سمجھنا ضروری ہے اور مختلف پہلوؤں سے نماز کی دنیا کی سیر کرنی ضروری ہے۔ ایک بہت بڑا جہان ہے جو روزانہ آپ پر کھلتا ہے جہاں آپ کو لے جایا جاتا ہے اور سیر کرنے کے مواقع دیئے جاتے ہیں اور بار بار یہ مواقع میسر آتے ہیں۔ بہرحال یہ وہ مصالح ہیں جن کے پیشِ نظر اس وقت ہم نے یہ جائزہ لیا کہ وقفِ جدید کے معلم کن دیہات میں پہلے کام کریں اور یہ جائزہ لینے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں سب سے زیادہ ضرورت ہوگی، جہاں سب سے زیادہ لوگ نماز کے معانی سے غافل ہوں گے۔ دیگر روزمرہ کے مسائل سے ناواقف ہوں گے وہاں وقفِ جدید کے معلمین کو پہلے بھیجا جائے گا تو اس وقت جب سارے ملک کا جائزہ لیا گیا تو بغیر کسی ارادے کے، مجھے پہلے یہ علم نہیں تھا کہ یہ حالات ظاہر ہوں گے، بغیر کسی ارادے کے مزید جستجو کا موقعہ ملا تو ایسی ایسی باتیں دریافت ہوئیں کہ جن سے توجہ اس طرف منتقل ہوئی کہ دیہات کے علاقے بعض پہلوؤں سے اخلاص میں بہت بہتر ہوتے ہیں لیکن بعض پہلوؤں سے دین کے علم میں اتنا پیچھے رہ جاتے ہیں کہ وہ آئندہ زمانوں میں نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ایک نسل آپ کے ہاتھ سے نکلتی چلی جارہی ہے اور آپ کو پتہ نہیں لگ رہا یہاں تک کہ دین کے علم سے بے بہرہ خالی اخلاص اندھی تقلید پیدا کیا کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں پھر ملّائیت ابھرتی ہے اور گدھوں کی طرح جس طرف چاہیں ایسے لوگوں کو ہانک کر لے جائیں، جو چاہیں انکا دین بنا کر ان کو بتا دیں کہ یہ تمہارا دین ہے۔ جو مسلک آپ کا ہو آپ ان کے ذمے لگا دیں کہ یہی تمہارا مسلک ہے۔ بغیر سوچے، بغیر کسی فکر اور تدبر کے یہ آنکھیں بند کر کے پیچھے لگ جانے والے لوگ بن جاتے ہیں۔

تاریخ یہود سے ایک سبق

تو اس پہلو سے جب میں نے اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا تو وقف جدید کے ذریعے حاصل ہونے والے اعداد و شمار نے مجھے اسلامی تاریخ کے ایک پہلو سے المیہ کو سمجھنے کا موقعہ ملا اور قرآن کریم کی اس آیتِ کریمہ کو سمجھنے کا موقعہ ملا۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے ایسی قومیں گزری ہیں یعنی یہود، جن کا دین بالآخر ایسے ہو گیا تھا جیسے گدھوں پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا کہ جن کے علماء کا یہ حال تھا کہ جیسے گدھوں پر کتابیں لاد دی گئی ہوں اور اس سے وہ صحیح استفادہ نہ کر سکتے ہوں۔ اس تمثیل میں بہت ہی گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں اور پہلی بار اس کی گہرائی کا علم مجھے اسی زمانے میں ہوا جب میں وقفِ جدید کے سلسلے میں علاقوں کے جائزے لے رہا تھا اور دیہاتی جماعتوں کے حالات کو اعداد و شمار کی صورت میں دیکھ رہا تھا، اُس وقت پتہ چلا کہ قومیں جب دین سے بے بہرہ ہونے لگتی ہیں تو ایسے علماء کے سپرد دین کا بوجھ کر دیتی ہیں جن کی اپنی حالت گدھوں کی طرح ہوتی ہے اور یہ مثال بہت ہی حسین مثال ہے۔ انسان گدھے کی پیٹھ پر وہی بوجھ لادتا ہے جو اس کو اٹھانا مصیبت لگتا ہے اور محض اٹھانے سے اس کو کوئی لذت محسوس نہیں ہو رہی ہوتی اور فائدہ نہیں ہوتا۔ اب کتابیں تو پڑھنے سے فائدہ دیتی ہیں اور پڑھنے سے ہی لذت دیتی ہیں صرف کتابیں اٹھائے پھرتے کا تو کوئی مزا نہیں تو جب دین کی باتیں ایسی ہو جائیں کہ وہ بوجھ ہی بن جائیں نہ ان کا ذاتی علم رہے، نہ ان کے پڑھنے کا شوق رہے تو انسان جس طرح کتابوں کا ایک انبار گدھے کی پیٹھ پر لاد دیتا ہے اس طرح قومیں اپنی ذمہ داریاں ان علماء کی پیٹھ پر لاد دیتی ہیں۔ جن کی اپنی حالت اس زمانے تک گدھے جیسی ہی ہو چکی ہوتی ہے یعنی کتابوں کا بوجھ اٹھانے کے باوجود ان کے علم سے بے بہرہ اور ان کی معرفت سے عاری ہوتے ہیں تو قرآنِ کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہود پر ایسا ہی ایک وقت آیا تھا کہ جب قوم نے اپنے دین کو بوجھ سمجھ لیا ہے اور بوجھ سمجھ کے انہوں نے بوجھ اٹھانے والے مزدور ڈھونڈے اور وہ کثرت سے۔ ایسے علماء موجود تھے جنہوں نے اس بوجھ کو اٹھا لیا لیکن دینی لحاظ سے ان کے راہنما بھی وہ گدھے بن گئے اور جب گدھے قوم کے راہنما بن جائیں تو اس قوم کا ہلاک ہو جانا ایک منطقی نتیجہ ہے۔ پس قرآن کریم نے یہ بہت ہی گہری مثال بیان فرمائی اور ہمیں نصیحت فرمائی کہ دیکھو پہلے ایک ایسا زمانہ گزر چکا ہے جب کہ ایک مذہبی قوم دین کے علم میں دلچسپی چھوڑنے کے نتیجے میں اس علم کو بوجھ سمجھنے لگی تھی اور جب قوم کی نفسیاتی حالت یہ ہو جاتی تو جن لوگوں پر وہ بوجھ ڈالا جاتا ہے وہ خود بھی اس نفسیاتی حالت کا پھل ہوا کرتے ہیں اور قوم سے الگ نہیں ہوا کرتے۔ چنانچہ بوجھ تو اٹھا لیتے ہیں لیکن علم وہ بھی حاصل نہیں کرتے اور ایسے لوگ گدھوں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ آیت جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں یہ ہے (سورۃ الجمعہ: ۶)

.... ان لوگوں کی مثال جن کو تورات عطا کی گئی تھی، تورات کی ذمہ داریاں جن پر ڈالی گئی تھیں .... پھر وہ ذمہ داریاں ادا کرنے سے کترانے لگے اور ان ذمہ داریوں سے پیٹھ پھیر لی .... ایک ایسے گدھے کی سی مثال ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ اب اس میں ایک طرف یہ ہے کہ انہوں نے بوجھ اٹھانا چھوڑ دیا، دوسری طرف ہے کہ گدھے کی سی مثال ہے جس نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے تو کیا مطلب بنتا ہے۔ وہی مطلب بنتا ہے جو میں پہلے تفصیل سے آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ کہ قوم کو خدا تعالیٰ ذمہ داریوں کے طور پر شریعت عطا کرتا ہے، وہ بوجھ سمجھنے لگتی ہے اور اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے انکار کرتی ہے تو وہ بوجھ قوم کا ایک حصہ ضرور اٹھاتا ہے لیکن ایسے ہی اٹھاتا ہے جیسے گدھے کتابیں اٹھانے والے ہوں۔

بہرحال میں بتا رہا ہوں کہ اس زمانے میں جب وقف جدید سے منسلک ہو کر میں نے سارے پاکستان میں اور مشرقی پاکستان بھی اس وقت ہمارے ملک کا حصہ تھا جائزے لئے تو اس قسم کے ہولناک کوائف نظر کے سامنے آئے۔ اس وقت خیال آیا کہ اگر آغازِ اسلام سے ہی دیہات کی طرف نظر رکھنے کے کوئی انتظام کئے جاتے تو جس طرح بعد میں اسلام فرقوں میں بٹ گیا ہے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کی اس ہلاکت سے مسلمانوں کو بچایا جا سکتا۔ شہروں پر عموماً لوگوں کی نظر رہتی ہے اور دیہات کو گہری نظر سے نہیں دیکھتے اور دیہات میں ہی پہلے علمی لحاظ سے کمی محسوس ہوتی ہے اور دیہات میں ہی جہالت کے نتیجے میں چند علماء پر اعتماد پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور سمجھا یہ جاتا ہے کہ جو کچھ یہ کہیں وہی ٹھیک ہے.....

معلمین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت

پس یہ وہ المیہ تھا جس سے بچنے کے لئے وقف جدید کا آغاز ہوا۔ چنانچہ جب ہم نے دیہات کے جائزے لینے کے بعد مریضوں پر نظر ڈالی، ان کی تعداد دیکھی تو اس خیال سے وحشت ہوتی تھی کہ اتنی جائزہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورتیں اس کثرت کے ساتھ ہیں اور ہم ان کو پورا نہیں کر سکتے۔ ویسی ہی مثال ہے کہ

سے کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند کس کی حاجت روا کرے کوئی

سینکڑوں ہزاروں مطالبے تھے۔ جس گاؤں کا بھی جائزہ لیا گیا۔ جس علاقے کا جائزہ لیا گیا ہر علاقہ پیاسا تھا ہر جگہ علم کی بھوک تھی اور ایک طلب تھی کہ ہمارے پاس آدمی بھیجو، ہمارے پاس آدمی بھیجو۔ اور گنتی کے کل (معلم) غالباً جو پہلی کھیپ تھی وہ ۵۳ تھی۔ پھر وہ ستر ہوئے پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھنے لگی تو وقفِ جدید نے ایک بہت ہی اہم ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی اور وہ ضرورت ابھی تک باقی ہے اور اس ضرورت کا اسے احساس ہے جو بعض علاقوں میں تھیں ہے لیکن رفتہ رفتہ ہوتا چلا جائے گا اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے جو دائمی ضرورت ہے۔ اس لئے وقف جدید کی تحریک بھی عارضی تحریک نہیں بلکہ ایک دائمی تحریک ہے۔ ابھی تک پاکستان میں وقفِ جدید کے جتنے معلمین کی ضرورت ہے اس کا دسواں حصہ بھی ہم پورا نہیں کر سکے۔ مشرقی پاکستان جو پہلے کہلاتا تھا اب بنگلہ دیش ہے وہاں کی بھی ضرورت ہماری طاقت سے اس وقت بہت زیادہ ہے۔ ہندوستان میں تو بہت ہی تکلیف دہ حالت ہے۔ کیونکہ مالی لحاظ سے جماعت نسبتاً غریب ہے اور کچھ عرصے عدم توجہگی کے نتیجے میں وہاں کی مالی قربانی کا معیار بھی گر گیا تھا۔ اب خدا کے فضل سے پھر بہتر ہو رہا ہے تو اس لحاظ سے جتنی ضرورت ہے اس کے مقابل پر ہم ضرورت پورا کرنے کے لئے بہت کم مواد رکھتے ہیں۔ (معلمین) کے لحاظ سے بھی کم تعداد ہے اور اموال کی ضرورت کے لحاظ سے بھی ایک عرصے تک بہت کمی محسوس ہوتی رہی۔ افریقہ جا کر آپ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے بعض علاقوں میں بہت تیزی کے ساتھ جماعتیں پھیل رہی ہیں لیکن جماعتوں کے پھیلنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا۔ مقصد کا آغاز تو پھیلنے کے بعد ہوتا ہے جب کوئی علاقہ احمدیت کو قبول کر لیتا ہے تو اس علاقے میں روحانی انقلاب برپا کرنا احمدیت کا کام ہے۔ اگر قبول نہیں کرتا تو وہ کام ہی شروع نہیں ہوتا اس لئے بیعتیں کروانا آخری مقصود نہیں ہے بلکہ بیعتیں کروانا آخری مقصود کی طرف پہلا قدم اٹھانے کا ایک ذریعہ ہے۔ پس یہ سارے افریقہ کے علاقے جہاں کثرت کے ساتھ جماعتیں پھیلی ہیں وہاں اب وقف جدید کی قسم کی تحریکوں کے خاموش مطالبے ہو رہے ہیں یعنی بزبانِ حال وہ علاقے کہہ رہے ہیں کہ یہاں بھی وقف جدید جاری کی جائے (اللہ نے چاہا تو وہ) وقت آئے گا کہ دنیا کے ہر ملک میں یہ تحریکیں جاری ہوں گی اور وقف جدید کے ذریعے دیہاتی جماعتوں کی علمی، روحانی ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔

چندوں میں جرمنی اول اور ہندوستان دوم رہا

اب میں آپ کے سامنے مختصراً گذشتہ سال کے یا سال رواں کے ...... کوائف رکھتا ہوں۔ اس ضمن میں میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ چند سال پہلے غالباً پانچ سال پہلے میں نے باہر کی دنیا کے لئے بھی وقفِ جدید کے چندے میں شامل ہونے کی اپیل کی تھی اور یہ گذارش کی تھی کہ اگرچہ اب تک یہ تحریک پاکستان تک محدود رہی ہے اور بعد میں بنگلہ دیش بھی اس میں شامل سمجھا جانا چاہیے کیونکہ پہلے وہ پاکستان ہی تھا اور حال ہندوستان میں بھی لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنی ضرورت ہے اتنا روپیہ ہندوستان نہیں دے سکتا۔ اس لئے باہر کی جماعتیں چندوں میں شامل ہو جائیں اگرچہ ان کے اپنے اپنے ملکوں میں وقف جدید کا کام بے شک شروع نہ ہو مگر چندوں کی برکت میں وہ شامل ہو جائیں۔ اس سعادت میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت نے بہت ہی مثبت جواب دیا اور تقریباً ۵۲ ملک ایسے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ وقف جدید کا چندہ آنا شروع ہو گیا۔ اس سال جب ہم نے جائزہ لے کر پہلے ۱۰ ممالک کی فہرست تیار کی کہ جو وقف جدید کی قربانی میں اول، دوم، سوم، دس نمبر تک آتے ہیں تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ جرمنی کی جماعت جو تحریک جدید میں بھی اول تھی، وقف جدید میں بھی اول رہی ہے اور پاکستان کو میں اس میں شامل نہیں کر رہا۔ پاکستان تو خدا کے فضل سے اپنی اولیت کو ہر پہلو سے برقرار رکھے ہوئے ہے اور ابھی تک دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جو ثبات قدم کے لحاظ سے یا آزمائشوں پہ رضا اور صبر کے ساتھ پورا اترنے کے لحاظ سے، قربانیوں کے لحاظ سے اور کثرت کے ساتھ باخدا انسان پیدا کرنے کے لحاظ سے پاکستان کے مقابل پر ہو۔ پاکستان کی وہ اولیت جو ہندوستان سے ہجرت کے بعد اس کو عطا ہوئی وہ بفضلہٖ تعالیٰ ابھی تک قائم ہے تو آئندہ جو میں اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس میں آپ پاکستان کو شامل نہ سمجھیں، اس کے علاوہ کے اعداد و شمار ہیں۔ جرمنی اول رہا اور تحریک جدید میں بھی اول تھا اور خوشی والا تعجب اس بات پر ہے کہ ہندوستان دوسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ گو باقی امور میں مختلف قسم کے جو چندے ہیں ان میں ہندوستان کا نمبر بہت پیچھے ہے لیکن وقف جدید میں خدا کے فضل سے ہندوستان اس وقت دنیا کی جماعتوں میں دوسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ تحریک جدید میں ہندوستان کی پوزیشن چھٹے نمبر پر تھی۔ برطانیہ تیسرے نمبر پر ہے۔ اور امریکہ چوتھے نمبر پر۔ برطانیہ تحریک جدید میں دوسرے نمبر پر تھا تو ایک سیڑھی نیچے اترا ہے وقف جدید کے معاملے میں اور اسی طرح امریکہ نے بھی اور کینیڈا نے بھی یہی نمونہ دکھایا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا ایک شعر اس کا برعکس مضمون دکھاتا ہے ....

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

لیکن یہاں معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور کینیڈا برطانیہ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ تیرے گھٹنے سے قدم آگے گھٹایا ہم نے ایک قدم تو اترا ہے تو ہم بھی ایک ہی قدم اترے ہیں تو تحریکِ جدید کے مقابل پر وقفِ جدید میں جو مثال برطانیہ نے قائم کی وہی امریکہ نے اختیار کی اور کینیڈا نے بھی اور انڈونیشیا نے بھی۔ کافی دور دور تک آپ کے نمونے کے اثر پہنچے ہیں اور ماریشس بھی بھی اسی طرح اسی نمونے پر ہے۔ یعنی سارے ایک ایک سیڑھی نیچے اتر گئے ہیں۔ لیکن ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ ناروے جو آٹھویں نمبر پر ہے اسکا پہلے تحریکِ جدید میں کہیں کوئی شمار ہی نہیں تھا۔ یہ بھی جسطرح DARK HORSE ہوتا ہے گھڑ دوڑ میں ایک نامعلوم UNSEEDED PLAYER کی طرح اچانک وقفِ جدید میں ایک پوزیشن حاصل کر گیا ہے اور ڈنمارک بھی اسی طرح تحریک جدید کے مقابلے میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ لیکن نویں نمبر پر آ گیا ہے اور ہالینڈ دسویں نمبر پر ہے۔ پہلے بھی دسویں نمبر پر تھا اس نے اپنی پوزیشن برقرار رکھی ہے۔

فی کس چندہ دینے والوں میں سوئٹزرلینڈ اول رہا

جہاں تک فی کس چندہ دینے کا تعلق ہے۔ تحریکِ جدید میں جاپان خدا کے فضل سے دنیا کے سب ممالک میں آگے تھا۔ اب سوئٹزرلینڈ نے یہ پوزیشن حاصل کر لی ہے یعنی وقفِ جدید کا فی کس چندہ دینے کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ نمبر ایک ہے۔ پھر امریکہ، پھر ایران، پھر جاپان، پھر ہالینڈ اور فرانس اکٹھے اور پھر فجی، پھر کینیڈا، پھر جرمنی اور دسویں نمبر پر یو۔ کے ہے۔ اس پہلو سے امریکہ نے اور کینیڈا نے یو کے کی پیروی نہیں کی اور بچ گئے۔ کل وعدوں کا جہاں تک تعلق ہے یہ بھی میں پاکستان کے وعدے اور وصولیوں کا ذکر چھوڑ کر صرف بیرون کا کر رہا ہوں۔ ...... ان وعدوں میں بہت سے ایسے ممالک شامل نہیں ہیں جن سے روپیہ منتقل نہیں ہو سکتا یا جو اپنے اعداد و شمار بہت تاخیر سے بھجواتے ہیں۔ اس ضمن میں میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا شعبہ مال خدا کے فضل سے بڑی مستعدی سے کام کرتا ہے۔ اگرچہ یہاں ہمارے شعبہ مال تحریکِ جدید میں کوئی بھی مستقل تنخواہ دار یا تنخواہ تو ہمارے چلتی نہیں گزارہ الاؤنس سمجھ لیں، گزارہ الاؤنس پانے والا کارکن نہیں ہے اور صرف دو کارکن ایسے ہیں جو طوعی طور پر اور وقف کی طرح ایک خدمت بجا لا رہے ہیں مگر طوعی طور پر ان میں ہمارے وکیل المال یا ایڈیشنل وکیل المال کہنا چاہیے کیونکہ اصل وکیل المال تو ربوہ میں ہیں، ایڈیشنل وکیل المال محمد شریف صاحب اشرف ہیں اور ان کے ساتھ چوہدری محمد رفیق صاحب خدمت سرانجام دیتے ہیں، دونوں ہی خدا کے فضل سے رضاکارانہ خدمت کرنے والے ہیں لیکن ایسا عمدہ کام سنبھالا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک پورا بڑا دفتر کام کر رہا ہے اور گھڑی کی طرح باقاعدگی کے ساتھ اپنے اپنے وقت پر جو کام ہونے چاہئیں وہ شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا طریق یہ ہے کہ دسمبر کے آغاز سے دو ڈیڑھ مہینے پہلے سے باقاعدہ تمام جماعتوں کو یہ خط لکھنے شروع کر دیتے ہیں کہ وقفِ جدید کا سال اختتام پذیر ہے آپ فوراً رپورٹیں تیار کریں اور دسمبر کے آغاز سے پہلے پہلے اس دفتر تک پہنچ جانی چاہئیں۔ اس پہلو سے جماعتوں کا جو ردِ عمل ہے وہ کوئی اتنا خوشکن نہیں ہے۔ لیکن گذشتہ سال کے مقابل پر پھر بھی کچھ بہتر RESPONSE یا جواب ہے۔ گذشتہ سال ۲۰ جماعتوں نے بروقت رپورٹ بھجوائی تھی۔ امسال ۲۶ جماعتوں سے بروقت رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جہاں تک رپورٹوں کے باقاعدہ آنے کا تعلق ہے خواہ وہ وقت پر آئی ہوں یا بعد میں تو خدا کے فضل سے ۵۲ مختلف ممالک سے گذشتہ سال رپورٹیں آگئی تھیں۔ ان ۵۲ کے اعداد و شمار پر انحصار کرتے ہوئے یہ اعداد و شمار جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں بنائے گئے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ کچھ اندازے سے ان میں شامل ہیں۔ رپورٹیں اب تک ۵۲ میں سے صرف ۲۶ کی ملی ہیں۔ اور باقی جو رپورٹیں ہیں ان میں ہم نے گذشتہ سال کے اعداد و شمار کو شامل کر لیا ہے۔ اس پہلو سے جو اعداد و شمار بنیں گے ان میں خدا کے فضل سے بہتری تو ہو سکتی ہے کمی نہیں آئے گی یعنی ۲۶ ممالک کے اعداد و شمار من و عن وہی ہیں۔ جو واقعتہً ہیں اور باقی کے متعلق اندازہ ہے کہ پچھلے سال جیسی بھی قربانی اگر وہ کریں تو اتنی وصولی ان کی طرف سے ہو جانی چاہئے۔

بچپن سے ہی مالی قربانی کا مزہ ڈال دیں

اس تمہید اور تعارف کے بعد اب میں اعداد و شمار پھر دوبارہ پڑھتا ہوں ...... سال ۹۰ء میں خدا کے فضل سے ... وعدوں میں بھی ترقی ہوئی .... اور وصولی میں بھی ترقی ہوئی .... جہاں تک شامل ہونے والوں کا تعلق ہے گذشتہ سال یہ تعداد ۲۳,۲۲۷ تھی یعنی پاکستان سے باہر کے سارے دنیا کے ممالک میں ۲۳,۲۲۷ ایسے خوش نصیب تھے جنہوں نے وقفِ جدید کی تحریک میں حصہ لیا۔ امسال ۲۹,۷۲۱ ہیں یعنی کسی قدر اضافہ ہے پچھلے سال بچگان کی تعداد صرف ۶ ممالک سے موصول ہوئی تھی۔ حالانکہ بچوں کے متعلق تو شروع سے ہی یہ تحریک بہت زور دے رہی ہے۔ اور حضرت فضلِ عمر اللہ آپ سے راضی رہے نے اس طرف بہت توجہ دلائی کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس میں شامل کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت امام جماعت ثالث تو امامت کے اپنے تمام عرصے میں وقف جدید کی تحریک سے متعلق بڑوں کے چندوں کے مقابل پر بچوں کے چندوں میں زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے اور جب میں اعداد و شمار پیش کیا کرتا تھا۔ تو پوچھا کرتے تھے کہ بچوں میں بتاؤ، کتنا اضافہ ہوا اس میں ایک حکمت یہ تھی اور بہت بڑی حکمت ہے کہ چندے سے زیادہ ہمیں اگلی نسل کے اخلاص میں دلچسپی ہونی چاہئے۔ اگر ہم بچوں کو شروع ہی سے خدا کی راہ میں مالی قربانی کا مزا ڈال دیں اسکا چسکا انکو پڑ جائے تو آئندہ ساری زندگی یہ بات ان کی تربیت کے دوسرے معاملات پر بھی اثر انداز رہے گی اور جسکو مالی قربانی کی عادت ہو وہ خدا کے فضل سے عبادتوں میں بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ جماعت سے عمومی تعلق میں بھی اچھا ہو جاتا ہے اور یہ اس کی روحانی زندگی کی ضمانت کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث مجھے ہمیشہ بچوں کے متعلق زیادہ تاکید کیا کرتے تھے۔ اور سوال بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ بتاؤ بچوں میں کتنوں نے حصہ لیا۔ بعض دفعہ ہم اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے بعض دوستوں سے بڑے بڑے وعدے لے لیا کرتے تھے تو حضرت امام جماعت الثالث کو میں نے کبھی اس پر زیادہ راضی ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ یہی کہا کرتے تھے کہ بجائے اس کے کہ بعض لوگوں سے زیادہ لو، زیادہ لوگوں سے کم بیشک لو لیکن زیادہ لوگوں سے لو چنانچہ اسی لئے میں نے بھی ہمیشہ یہی زور دیا ہے کہ زیادہ تعداد میں احمدی شامل ہوں اور خصوصیت سے بچے۔

چندہ دہندگان کی تعداد بڑھائی جائے

تو امسال بھی یہی توجہ دلاتے ہوئے اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اگرچہ بیرونی جماعتیں بغیر کسی مرکزی محنت کے از خود وقفِ جدید کے چندے میں دلچسپی لے رہی ہیں اور دن بدن آگے بڑھ رہی ہیں۔ لیکن اس سال اس بات پر بہت زور دیں کہ شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائی جائے اور اگلی نسل کے زیادہ سے زیادہ بچے بے شک کم سے کم دیں مگر وقفِ جدید میں ضرور شامل کر لئے جائیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ نسلوں کے دین کی، ان کے اخلاص کی بھی حفاظت ہو گی۔ اور ان کی ضمانت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے اور بڑھتے ہوئے اور مزید ابھر کر نظر کے سامنے آتے ہوئے دینی تقاضوں کو پورا کریں اور خدا کی رضا کے مطابق ان کو پورا کر سکیں۔ وقفِ جدید کی کل آمد کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ یہ ۳۳ واں سال ہے۔ تحریکِ جدید کے ۳۳ ویں سال میں کل آمد کیا تھی۔ اس کا ابھی ہمیں علم نہیں لیکن غالب خیال یہی ہے کہ تحریک جدید کے ۳۳ ویں سال میں کل آمد اس سے کم تھی۔ اس لحاظ سے اگرچہ شروع میں یہ تحریک بہت پیچھے تھی تحریکِ جدید کے مقابل لیکن بعد میں اسکا قدم تیز تر ہو گیا ہے تو جب اعداد و شمار آئیں گے تو پھر آئندہ میں آپ کو بتا دوں گا کہ وہ موازنہ کیا ہے لیکن بہرحال .... ٹارگٹ اب ہمیں اپنے سامنے نظر آ رہا ہے۔ اگر ہم افراد کی تعداد بڑھا کر .... ٹارگٹ حاصل کر لیں تو ایک دل کو بہت ہی مطمئن کرنے والی بات ہو گی اور ایمان افروز بات ہو گی کہ وقفِ جدید کی تحریک جو بظاہر معمولی سی تحریک کے طور پر جاری ہوئی تھی وہ خدا کے فضل سے ..... تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے ..... اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ دعاؤں کے ذریعے بھی مدد کریں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی دینی تحریک صحیح معنوں پنپ نہیں سکتی اور بار آور نہیں ثابت ہو سکتی جب تک آسمان سے اس کو پھل نہ لگیں اور آسمان سے پھل دعاؤں کے ذریعے ہی حاصل کئے جاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔"

خبروں کا پس منظر

○ ایسا تو شاید کوئی ملک بھی نہیں ہو گا جس پر چند روزہ اقتصادی پابندیاں لگا کر یہ سمجھ لیا جائے کہ اس کی معیشت کو تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے۔ کچھ دن تو ہر ملک الگ تھلگ رہ کر بھی گذارہ کر سکتا ہے۔ دواؤں وغیرہ کی قلت تو ہو سکتی ہے لیکن اصل تو انسانی ضرورت خوراک ہے اور ہر ملک میں چاہے کچھ ہی اور کتنا ہی باہر سے برآمد کیا جاتا ہو۔ اتنا تو موجود ہوتا ہے کہ لوگ اپنی اگائی ہوئی چیزیں کھا کر زندہ رہ سکیں۔

عراق پر اقتصادی پابندیاں لگائی گئیں اور سوچ یہ رہی کہ چند روز میں گھٹنے ٹیک دے گا خاص طور پر ایسے حالات میں کہ جب اس نے ایک مزید ملک پر قبضہ کر کے وہاں کی ہر چیز پر بھی اختیار حاصل کر لیا تھا۔ جلدی جنگ چھیڑ دی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ عراق کے ساتھ اس سلسلے میں بھی ہمدردی بڑھ رہی ہے کہ اسے زیادہ دیر تک موقع نہیں دیا گیا کہ وہ پابندیوں کے اثر سے کوئی فیصلہ کر سکتا۔ اب ساری دنیا میں یہ خیال مستحکم ہو رہا ہے کہ خلیج میں جنگ شروع کر کے امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے جلد بازی سے کام لیا ہے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جنگ کو بے وقت کہا جا رہا ہے۔ اور ظالمانہ بھی ــ یہ خیال نہ صرف اسلامی ممالک میں فروغ پا رہا ہے بلکہ غیر اسلامی ممالک بھی اسی سوچ کی طرف آ رہے ہیں۔

یہ بات یقیناً عراق کے حق میں مفید ثابت ہو گی۔ اول تو جنگ ہونی ہی نہیں چاہئے تھی اور اگر ہوتی تو پابندیوں کو مؤثر ہونے کیلئے خاصا وقت ملنا چاہئے تھا۔

○ خلیجی جنگ کی جو خبریں ہم تک پہنچ رہی ہیں ان میں بعض اوقات ــ بلکہ اکثر اوقات ــ اتنا تضاد ہوتا ہے کہ خبر سننے والا حیران رہ جاتا ہے۔ جہازوں یا میزائیل کو مار گرانے ہی کو لیجئے ــ امریکہ کے اتحادی اپنے جہازوں کے "لاپتہ" ہونے کی جو تعداد بتاتے ہیں اور ان کے جہازوں کے مار گرانے کی جو تعداد عراق بتاتا ہے اس میں دس بیس کا فرق نہیں سینکڑوں کا فرق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جنگ کے متعلق یہ خبر اپنی خواہش کے مطابق تاثر پیدا کرنے کے لئے دی جاتی ہے اور اس طرح ریڈیو ٹی وی سننے دیکھنے والے اور خبریں پڑھنے والے حقیقتِ حال سے بے خبر رہتے ہیں اور اس بے خبری ہی میں گھنٹوں جنگ کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ حقیقتِ حال کیا ہے۔ یا یوں ہوتا ہے کہ اتحادیوں کے دوست اتحادیوں کی خبروں پر یقین کر لیتے ہیں اور عراق کے دوست عراق کی خبروں پر۔ ایک اور طبقہ بھی ہے، وہ ان دونوں خبروں کو ملا کر اوسط نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اتحادیوں نے کہا کہ ان کے بیس جہاز لاپتہ ہیں اور عراق نے کہا کہ اتحادیوں کے دو سو جہاز مار گرائے ہیں تو وہ کہیں گے کہ اسّی تو ہوں گے۔ لیکن یہ سب قیاسات ہیں، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ صرف ایک ہی خبر سچی ہے اور وہ یہ کہ جنگ جاری ہے۔ باقی ساری خبریں ــ کہ جنگ میں کیا کچھ ہو رہا ہے اس کا ایک چھوٹا سا حصہ درست اور بہت زیادہ غلط۔

خلیج میں تیل بہانے ہی کو لیجئے۔ یہ بات تو درست ہے کہ تیل بہتا دیکھا گیا۔ لیکن کس طرح اور کس نے بہایا۔ دو متضاد خبریں۔ اتحادی کہتے ہیں عراق نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور عراق کہتا ہے اتحادیوں نے تیل کے ٹینکروں کو نشانہ بنایا تو ان سے تیل بہنے لگا۔

○ پاکستان میں اس وقت وزیر اعظم کے امن مشن کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ امن قائم ہونا چاہئے جنگ بند ہونی چاہئے۔ لیکن جن وجوہات کی بنا پر جنگ ہو رہی ہے ان وجوہ کو قائم

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا غلام باری سیف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو دعائیں

ہجرت سے کچھ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے جانب جنوب مشرق چالیس (۴۰) میل کے فاصلہ پر طائف کی بستی میں تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اکیلے ہی تشریف لے گئے۔ یہاں قبیلہ ثقیف آباد تھا۔ یہ وادی بہت زرخیز اور سرسبز تھی۔ یہاں تین بڑے سردار تھے۔ عبدیالیل۔ مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو۔ کئی روز حضور یہاں ٹھہرے گھر گھر خدا کا پیغام پہنچایا۔ جب ان سرداروں کو خدا کا پیغام پہنچایا تو ان تینوں نے استہزاء اور تمسخر سے کام لیا۔ ایک نے کہا خدا کو اپنا رسول بنانے کیلئے تجھے ہی منتخب کرنا تھا۔ دوسرے نے کہا کیا خدا کو اور کوئی انتخاب کیلئے نہ ملا۔ تیسرے نے کہا میں آپ سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اگر آپ خدا کے رسول ہیں۔ تو آپکے کلام کو رد کرنا پسند نہیں کرتا اور اگر آپ غلط بیانی کرتے ہیں تو بھی آپ سے کلام کرنا مناسب نہیں۔ اسکے بعد انہوں نے اپنے غلاموں، اوباشوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا۔ جنہوں نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ آوازے کسنے لگے۔ لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ آپ کے دائیں بائیں ہو کر آپ پر پتھر برسانے شروع کئے۔ ٹانگوں سے خون نکل نکل کر آپ کے جوتوں تک آ گیا۔ شخصوں پر پتھر برساتے اور آوازیں کستے وہ آپ کو عتبہ اور شیبہ کے انگوروں کے باغ تک لے گئے۔ جب یہ واپس ہو گئے اور قدرے اطمینان ہوا۔ تو آپ نے خدا سے یوں دعا کی۔ ترجمہ:

"اے اللہ! میں اپنی کمزوری اور قلتِ تدبیر اور لوگوں کے بالمقابل اپنی بے بسی کی شکایت تیرے حضور کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے کمزوروں کا مولا تو ہی ہے۔ میرا کارساز تو ہی ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد فرمائے گا۔ پروردگار! کیا تو نے میرا معاملہ دشمن کے سپرد کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہیں تو مجھے ان تکالیف کی پرواہ نہیں کہ تیرا دامن عافیت میرے لئے وسیع ہے مجھے قسم ہے تیرے روشن چہرہ کی جس سے ظلمات چھٹ گئے۔ اور دین و دنیا درست ہو گئے تو مجھ سے ناراض نہ ہو۔ مجھے تیری رضا درکار ہے۔ اور تیرے علاوہ کسی کو کوئی قوت اور طاقت نہیں۔"

دوسری دعا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے میدان میں کی۔ اُحد میں آپ کے سامنے کے نچلے دو دانت شہید ہو گئے اور ہونٹ زخمی۔ سر پر خود کے دو دندانے پیشانی میں دھنس گئے۔ رخسار مبارک زخمی ہوا۔ آپ زخموں کی شدت سے بیہوش ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے اور دشمن نے یہ نعرے لگانے شروع کئے ہم نے محمد کو قتل کر دیا۔ اور پھر بتوں کے جیکارے بلند کئے۔ صحابہ نے آپ کو اٹھایا۔ زخم دھوئے۔ خود کے دندانے پیشانی مبارک سے نکالے۔ اس موقعہ پر آپ نے صحابہؓ کے ساتھ جو دعا کی اُسے تاریخ کے صفحات نے محفوظ کیا آپ نے اُس روز یوں خدا سے التجاء کی۔ خدا کی حمد سے دعا شروع ہوتی ہے۔ ترجمہ

"اے اللہ! سب محامد کا تو ہی سزاوار ہے۔ اے اللہ جس کے دینے کا تو فیصلہ فرمائے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور جسے تو روکے اُسے کوئی نہیں دے سکتا جسے تو گمراہ قرار دے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے تو ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ جسے تو نہ دینے کا فیصلہ فرمائے اُسے کوئی دے نہیں سکتا اور جسے تو دینا چاہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور جسے تو دور کرے اُسے کوئی قریب نہیں کر سکتا۔ اور جسے تو قریب کرنا چاہے اُسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اے اللہ برکات، رحمتیں، فضل اور رزق کا سایہ ہم پر ممتد فرما۔

اے اللہ! اپنی وہ دائمی نعمت عطا فرما جو نہ بدلے نہ زوال پذیر ہو۔ اے اللہ! تنگدستی کے دن تیری نعمت کا اور خوف کے وقت امن کا طالب ہوں۔

اے اللہ! جو تو نے ہمیں دیا اور جسے تو نے روک دیا اُسکے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! ایمان ہمیں محبوب ہو اور ہمارے قلوب اس سے مزین فرما۔ کفر، فجور اور نافرمانی سے ہمیں کراہت عطا کر۔ ہمیں اپنے راشد بندے بنا۔

اے اللہ ہماری موت اور زندگی تیری فرمانبرداری میں ہو اور ہمارا الحاق تیرے اُن صلحاء بندوں سے ہو۔ جنکو تیری ہمیشہ نصرت حاصل ہو۔ ہر فتنہ سے ہم محفوظ ہوں۔

اے اللہ! وہ کافر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے اور تیری راہ سے روکتے ہیں۔ اُن کو ہلاک کر اُن پر تیرا عذاب نازل ہو۔ اے اللہ! اے معبود برحق ان کفار کو ہلاک کر جنہیں کتاب دی گئی (لیکن انہوں نے کفر ہی اختیار کیا)

خدا کا عشق بھی معراج کو پہنچا تھا۔ مانگنے والا۔ افصح العرب والعجم اور وقت دونوں بہت نازک۔ ایک موقعہ پر حضرت عائشہؓ نے جو خود اُحد میں شامل تھیں۔ عرض کیا حضور کیا اُحد سے زیادہ سخت وقت بھی آپ پر آیا ہے؟ فرمایا عائشہؓ طائف کا دن اس سے زیادہ سخت تھا۔ شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ اُحد کے روز صحابہؓ کی فدائیت سعد بن ربیع کا جانفزا پیغام، زید بن سکن کی جان سپاری کے ایمان افروز نظارے بھی آپ نے دیکھے تھے۔ دشمن کی ناکامی اور اُحد کی وادی میں اللہ اعلیٰ و اجل اللہ مولانا و لا مولی لکم کے نعرے بھی آپ نے لگوائے۔ اور آپ کو جو زخم آئے یہ آنِ واحد کی بات تھی ریلا آیا اور چلا گیا اور خدا تعالیٰ نے اس ذکر کو ہمیشہ کے کیلئے قرآن میں محفوظ کر دیا۔ لیکن طائف کا سفر اس وجہ سے بھی تکلیف دہ تھا کہ اس سے قبل ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کا صدمہ ابھی تازہ تھا۔ اس پر ان لوگوں کا رحمت خداوندی کے پیغام کو ردّ کر دینا۔ بر زیادہ صدمہ کا موجب بنا۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا میں خدا کی راہ میں وہ اذیت دیا گیا ہوں جو کسی دوسرے کو نہیں دی گئی۔ مجھے اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی اور کو ایسا نہیں ڈرایا گیا۔[1] لیکن خدا کا شکر گزار بندہ ہر حالت میں ہر موقعہ پر خدا کی حمد کے گیت گاتا رہا۔ اور اُس کی رضا کا ہی طالب رہا۔

[1] شمائل ترمذی ص۲۶ باب ما جاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ: ص ۵ سے آگے

رکھتے ہوئے تو جنگ بند نہیں ہو سکتی۔ جنگ بند کروانے کے لئے درمیانی راستہ اختیار کرنا از بس ضروری ہے۔ اور اگر یہی کہا جاتا رہے کہ جنگ بند ہونی چاہیئے اور اس کی اولین شرط یہ ہے کہ عراق کویت خالی کر دے تو اس طرح جنگ کبھی بند نہ ہو گی۔ اس وقت کویت چھوڑنا عراق اپنی عزت کی موت سمجھتا ہے۔ اس بات کو ماننے کی بجائے وہ جسمانی طور پر مرجانا قبول کر لے گا۔ پس شرائط۔ قابل قبول شرائط۔ کی تلاش کرنی چاہیئے۔

○ روس اور امریکہ بھی عراق کی مخالفت میں ایک ہو گئے ہیں۔ امریکہ کے کہنے پر روس نے بالٹک ریاستوں سے اپنی فوجیں واپس بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ بات بھی واضح کرتی ہے کہ جنگ اسلام اور مغرب کی ہے۔ مغرب کو اسلام سے۔ اور مسلمانوں سے ہمیشہ سے نفرت رہی ہے۔ اور اس کا اظہار کسی نہ کسی رنگ میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ حامد موسوی نے کہا ہے کہ کفر اسلام کے خلاف متحد ہو چکا ہے۔

یہ بات ہم نے پہلے بھی کہی ہے۔ اب بھی کہتے ہیں اور بار بار کہنی چاہیئے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ کفر اسلام کے خلاف اپنی طاقت جمع کر رہا ہے۔ حضور نے جماعت کو بار بار تلقین فرمائی ہے کہ اسلام کی فتح اور مسلمانوں کی طاقت کے استحکام کے لئے دعائیں کی جائیں اور یہ دعائیں جاری رکھی جائیں۔

الہدیٰ ماڈل کالج میں دعائیہ تقریب

الہدیٰ ماڈل کالج ربوہ کے سالِ اوّل اور سالِ دوم کے طلباء کے سالانہ امتحانات ۴۔ فروری سے شروع ہو رہے ہیں۔ طلباء کو ان امتحانات کے لئے فارغ کرتے کے لئے کالج میں بروز بدھ بتاریخ ۳۰۔ جنوری ۱۹۹۱ء بوقت ساڑھے دس بجے صبح ایک دعائیہ تقریب منعقد کی گئی جس میں کالج کے اساتذہ اور طلباء کے علاوہ مندرجہ ذیل احباب نے شرکت فرمائی۔

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب۔ محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب۔ محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب۔ محترم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب۔ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب۔ محترم سید قاسم شاہ صاحب۔

اس موقعہ پر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے دعا کروائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیج کی جنگ مسلمانوں کیخلاف ہے

جیسے جیسے جنگ گھمبیر ہوتی چلی جا رہی ہے یہ بات خاص طور پر نظر آنے لگی ہے کہ امریکہ کا ہدف نہ صرف عراق کی تباہی ہے بلکہ اس سارے علاقے کو غیر مستحکم کر کے مسلمانوں کو ہر جہت سے نقصان پہنچانا ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر دنیا بھر میں اس جنگ کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں اور ان مظاہروں میں عیسائی اور مسلمان دونوں شانہ بشانہ چل رہے ہیں۔ لیکن اگر اس جنگ پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ابھی ذہنی طور پر اپنے آپ کو مجتمع کر رہے ہیں۔ خاص طور پر ان حالات میں کہ جب عراق اسرائیل پر حملہ کرنے کی بات کرتا ہے تو اسرائیل کی حفاظت امریکہ اپنے ذمہ لے لیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو یقیناً یہ جنگ امریکہ اس کے اتحادیوں اور عراق کے درمیان ہوگی۔ اس بات کا احساس امریکہ کے صدر کو بھی ہونے لگا ہے اور انہوں نے یہ بیان دینے شروع کر دئے ہیں کہ اس جنگ کا مقصد عراق کی تباہی یا عراق کو غیر مستحکم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ عراق نے جو زیادتی کی ہے یا یوں کہئے کہ عراق کے صدر صدام حسین نے جو زیادتی کی ہے اس کا ازالہ کرنا ہے "زیادتی" تو یہ ہوئی ہے کہ صدام حسین نے کویت پر قبضہ کر لیا ہے۔ کویت کو صدام حسین کے قبضے سے رہا کرانا اور وہاں سابق حکومت کا قائم کرنا اس جنگ کا مقصد ہے۔ لیکن عراق پر جو اس قدر زیادہ بمباری کی جا رہی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا عراق کے شہریوں کی تباہی اور وہاں کے مختلف علاقوں کی بربادی سے کویت آزاد ہو جائے گا اگر کویت کو صرف اسی صورت میں آزاد کیا جا سکتا ہے کہ عراق پر بمباری کر کے صدام حسین کی طاقت کو کمزور کیا جائے تو عراق کی بربادی کے علاوہ اور اسے کیا کہا جا سکتا ہے۔ بش نے اپنے حالیہ بیان میں کہا ہے کہ یہ عدل و انصاف کی جنگ ہے۔ اور یہ ایسی جنگ ہے جس میں اچھائی جیتے گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم عراق کو برباد نہیں کرنا چاہتے۔ انہیں عراق کے لوگوں کا احترام ہے۔ یہ باتیں انہوں نے قومی مذہبی براڈ کاسٹرز کی کنونشن میں کہیں۔ اگر عراق کے باشندوں کا انہیں احترام ہے تو وہ ہزاروں ہزار بم کہاں گرا رہے ہیں کیا انہیں اس بات کا یقین ہے کہ اس بمباری سے عراق کے لوگ ہلاکت کے منہ میں نہیں جا رہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بات کو مسترد کرتا ہوں کہ صدام حسین خلیج کی جنگ کفار کے مقابل پر لڑ رہے ہیں۔ یہ عیسائیت کی جنگ نہیں ہے یہ یہودیت کی جنگ نہیں ہے۔ یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے بلکہ یہ عدل و انصاف کی جنگ ہے۔ یہ دراصل عراق اور امریکہ کی آپس میں جنگ نہیں ہے یہ صدام حسین کی انتظامیہ اور باقی ساری دنیا کی جنگ ہے۔ اس کا مذہب سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے لئے کچھ نہیں چاہتے جونہی ہمارا ہدف حاصل ہو گیا امریکی فوجیں خلیج کا علاقہ چھوڑ دیں گی۔ جونہی ان کی ضرورت ختم ہو گئی یہ وہاں ہرگز نہیں ٹھہریں گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں نے اس کا تہیہ کر رکھا ہے کہ عراق کی فوجوں کو کویت سے نکال کر دم لونگا۔ لیکن یہ بھی میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ عراق کے باشندوں کے خلاف میرے دل میں کوئی جذبات نہیں ہیں۔ ایک عادلانہ جنگ ہی ہمیں اپنے ہدف تک لے جا سکتی ہے۔ ہم تو جنگ نہیں چاہتے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ صدام حسین نے ہماری باتوں کو مسترد کر دیا اور اس عادلانہ جنگ کے آغاز پر ہمیں مجبور کر دیا۔ انہوں نے اس بات کو بار بار دہرایا کہ اس جنگ کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ بات جس سے مراد مذہب لیا جا سکتا ہے اس کو قائم رکھنے کے لئے یہ جنگ لڑی جا رہی ہے۔ یہ نیکی اور بدی، اچھائی اور برائی کے درمیان جنگ ہے اور انسانی وقار اور آزادی اور ظلم اور تشدد کے خلاف آپس میں جنگ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اگر مسلمانوں کا ایک بہت بڑا علاقہ غیر مستحکم ہو جائے اور وہاں کے باشندوں کی اکثریت ہلاکت کے منہ میں چلی جائے تو کیا اسے اسلام کا نقصان نہیں کہا جائے گا۔ آخر اسلام عبارت ہے مسلمانوں سے۔ بش کا یہ کہنا کہ وہ اسلام کے خلاف جنگ نہیں کر رہے۔ بالکل ناقابل فہم ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ مسلمانوں کے علاقے میں مسلمانوں کی سلطنتوں کے خلاف جنگ اسلام ہی کے خلاف جنگ ہے اور صدر بش کو اس کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گی اب ساری مسلم دنیا آہستہ آہستہ اس بات کی طرف آ رہی ہے کہ امریکہ کی اتحادی قوتیں مسلمانوں کو نقصان پہنچا کر اسلام ہی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے پشاور میں اے این پی کے لیڈر عبدالولی خان اور جمیعت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل سے خلیج کی صورتحال پر گفتگو کی۔ اسلام آباد میں عراق اور سعودی عرب کے سفیر بھی وزیر اعظم سے ملے۔

○ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزیر خارجہ نے ۱۶ر جنوری کو اپنا استعفیٰ وزیر اعظم کو بھجوا دیا تھا۔ لیکن ملک کی ایک اعلیٰ مقتدر شخصیت نے وزیر اعظم کو مشورہ دیا کہ وہ صاحبزادہ یعقوب خان کو دورہ پر اپنے ہمراہ لے جائیں۔ متبادل وزیر خارجہ کے طور پر ڈاکٹر محبوب الحق اور سینٹ چیئرمین وسیم سجاد کے نام لئے جا رہے ہیں۔

○ آزاد کشمیر کے صدر نے کہا ہے کہ انہوں نے آزاد کشمیر کے وزیر اعظم کیخلاف تحریک عدم اعتماد پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین نے کہا ہے کہ ہمارے ماہرین نے یورینیم کی تلاش کے لئے سمیلیوشن مائننگ نامی ایک سستا اور آسان طریقہ دریافت کیا ہے۔ جسکے ذریعہ ریتلی چٹانوں سے یورینیم تلاش کیا جا سکتا ہے۔

○ ایئر ڈیفنس کمان کے سربراہ نے اخبار نویسوں کو بتایا ہے کہ پاکستان نے جدید میزائل اور طیارہ شکن گنیں حاصل کر لی ہیں اواکس طیارے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔

○ آئی جے آئی میں شامل پارٹیوں نے خلیج کے مسئلہ پر یکساں موقف اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے

غیر ملکی خبریں

○ عراق نے کویت کے علاقہ سے سرحد عبور کر کے سعودی عرب پر حملہ کیا ہے اور ساحلی شہر خفجی پر قبضہ کر لیا ہے۔ ایرانی ذرائع کے مطابق سعودی عرب کے ۲۵ کلومیٹر کے علاقہ میں خونریز جنگ جاری ہے اور عراقی فوج نے اتحادیوں کو تین اطراف سے گھیر کر زبردست جانی نقصان پہنچایا ہے۔ امریکہ نے پہلی دفعہ اپنے فوجیوں کی اموات کا اعتراف کیا ہے۔ تاہم یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اتحادی افواج نے عراق کے چار حملے پسپا کر دئیے ہیں۔

○ امریکہ اور روس کے وزراء خارجہ نے عراق سے مشترکہ طور پر مطالبہ کیا ہے کہ وہ کویت خالی کر دے تاکہ مکمل جنگ بندی کی جا سکے۔

○ عراق کے مزید ۱۱ طیارے ایران میں اتر گئے ہیں ایک بحری جہاز بھی ایران کی سمندری حدود میں داخل ہو گیا ہے۔

○ سعودی عرب میں ایک امام مسجد اور اسکے بیٹے کو اپنے خطبات میں عراق کی حمایت کرنے پر پولیس نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

○ روسی حکومت نے امریکہ کے کہنے پر بالٹک ریاستوں سے کچھ فوجی دستے واپس بلانے کا اعلان کیا اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ آزادی مانگنے والی ریاستوں کے لیڈروں سے مذاکرات بھی کریں گے۔

○ استنبول میں بم کے تین دھماکے ہوئے۔ امریکی سفارتخانے کی گاڑیوں اور اٹلی کے قونصل خانے کو نقصان پہنچا۔ کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔

○ بھارت کی ریاست تامل ناڈو میں صدر راج نافذ کر دیا گیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے علاقے اننت ناگ میں حریت پسندوں اور بھارتی فوجوں میں فائرنگ کے نتیجہ میں تین بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔

○ جاپان اور شمالی کوریا میں سفارتی تعلقات قائم کرنے کیلئے مذاکرات ہو رہے ہیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گذارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرمالینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔

مینیجر الفضل

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

کیوریٹو کورسز

ھوالشافی

بواسیر کورس	۴۵/-	PILES COURSE
دمہ کورس	۶۵/-	ASTHMA COURSE
پتھری گردہ کورس	۱۶۵/-	KIDNEY STONE COURSE
انفکشن گردہ کورس	۱۸۰/-	KIDNEY INFECTION COURSE
چھوٹا قد کورس	۱۰۰/-	DWARFISHNESS COURSE
کمزوری جسم کورس	۵۰/-	BODY BUILDING COURSE
کثرت پیشاب کورس	۴۵/-	URINATION COURSE
بانجھ پن کورس	۷۵/-	STERILITY COURSE
پھلبہری کورس	۱۰۰/-	LEOCODERMA COURSE

نیز دیگر امراض کے کورسز اپنے قریبی میڈیکل سٹور سے طلب کریں یا براہِ راست ہم سے منگوائیں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

لاہور / کراچی

ھیڈ آفس گولبازار۔ ربوہ
فون :- ۷۷۱ - ۶۰۶

مردانہ کمزوری ۔ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰

فون ـــ ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ـــ ۰۴۳۱

زیر نگرانی

حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں

ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور : جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد
چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ
وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ۔
چوک قلعہ کالروالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔
کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ

خالص سونے چاندی کے ساتھ — بہترین دستکاری کا مرکز

طاہر گولڈ سمتھ

بالمقابل ایجنسی لائف گیس اقصیٰ چوک ربوہ۔

فون دکان : ۶۴۳ — فون رہائش : ۷۵۶

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص — مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار۔ فیصل آباد
فون ۳۴۱۳۴

مکان برائے فوری فروخت

خاکسارہ اپنا مکان نمبر ۲/۴۴ واقع محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ فوری بمعہ گھریلو سامان فروخت کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت مکان میں ڈیسنٹ انگلش سکول کھلا ہوا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ رقبہ دس مرلہ۔ تین بیڈ رومز۔ ڈرائینگ ڈائننگ۔ دو سٹور۔ دو اٹیچ باتھ۔ برآمدہ اور کچن وغیرہ۔

خواہشمند احباب رابطہ کیلئے خاکسارہ سے ۲ بجے دوپہر تا ۶ بجے شام کے درمیان درج ذیل پتہ پر ملیں۔

روبینہ مجید
معرفت چوہدری فضل دین صاحب جہلمی
مکان ۹/۶ دارالرحمت وسطی۔ ربوہ

○ قدیمی ○ اوّلین ○ شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون : ۷۳۹۹۷

برانچیں :
○ کراچی : فون ۴۱۳۲۵۱
○ لاہور : ۱۔ D ۔ ۳ گلشن راوی
○ ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
○ منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
○ رحیم یار خان : فون ۴۷۹۹
○ ربوہ ۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ

فون نمبر ۵۵۸

نئی صدی کی محراب سے گزرنے کا حق ادا کرنے کے لئے
اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے

الرّحیم جیولرز

خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 629443 626280